NOOR-UL-HUDA

ماہنامہ **نورالہدیٰ** فیصل آباد

جشن عید میلاد النبی ﷺ

نورالہدیٰ فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

گلشن سعید (نورالہدیٰ روڈ) مانانوالہ
شیخوپورہ روڈ فیصل آباد
Ph: 041-8759266

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

خوشخبری نرسری تا دہم فری داخلہ جاری ہے

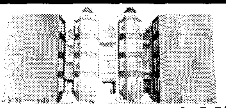

نور الہدیٰ ایجوکیشنل کمپلیکس

گلشنِ سعید مانانوالہ فیصل آباد
041-8759266
0300-6691493

جنوری 2016 سے نئی کلاسز کا آغاز

مڈل میٹرک کے امتحانات سے فارغ ہونیوالے طلباء کے لیے خوشخبری

دار العلوم جامعہ نور الہدیٰ (رجسٹرڈ)

سکول اور کالج کی تعلیم کے ساتھ ساتھ

داخلہ جاری ہے

درسِ نظامی | **تحفیظ القرآن** | **تجوید و قرأت**

پرائمری پاس طلباء کیلئے فری حفظ کلاس میں داخلہ جاری ہے

اپیل

جامعہ نور الہدیٰ میں شعبہ تحفیظ القرآن اور درسِ نظامی کے مقیم طلباء جن کے قیام وطعام کے اخراجات بذمہ جامعہ ہیں

مخیر حضرات سے تعاون کی اپیل ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ○

ماہنامہ نورالہدیٰ فیصل آباد

جلد 3 | ربیع الاول ۱۴۳۷ھ۔ دسمبر 2015 | شمارہ 12

ترتیبِ سعید

★ حمد باری تعالیٰ ونعت شریف	2
★ اداریہ	3
★ احسان عظیم	4
★ قرۃ عینی فی الصلوۃ	7
★ سیرت طیبہ کا اخلاقی پہلو	8
★ تو زندہ ہے واللہ	13
★ ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا	17
★ سیدامام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	20
★ محافل میلاد کا اہم تقاضا	23
★ صدقات وقرض حسنہ کے ثمرات	24
★ بیعت کی حیثیت اور افادیت	27
★ مرید کی کامیابی	29
★ اخبارِ نورالہدیٰ	32

بفیضان نظر

شیخ المشائخ مخدوم اہلسنت پیر طریقت
الحاج حضرت صاحبزادہ
قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی دامت برکاتہم العالیہ
جانشین آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان

فیضِ کرم

مفکر اسلام، داعی اتحاد امت، عالمی مبلغ اسلام
محقق دوراں
مفکر اسلام مصلح ملت
سید محمد سعید الحسن صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ فی الدارین

زیرنگرانی

صاحبزادہ
سید محمد حفیظ الحسن
وائس چیئرمین نورالہدیٰ فاؤنڈیشن

مجلس ادارت

مدیر سید محمد مسعود الحسن (ایم۔اے، بی ایڈ)
حافظ محمد علی عابد، ڈاکٹر منظور احمد
(ایم ایس سی ماس کمیونیکیشن۔ایم اے اسلامیات)، محمد افضال سعیدی
معاون تقسیم کار محمد رمضان سعیدی

لیگل ایڈوائزرز

ملک محمد حنیف ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
(سابقہ صدر بار کونسل چنیوٹ)
ملک عاطف حنیف ایڈووکیٹ
صابری شفقت حمید سندھو چیف رپورٹر دنیا نیوز

سرورق زاہد پرنٹنگ پوائنٹ
کمپوزنگ ایم خالد اقبال

خط وکتابت کا پتہ
محمد امجد جاوید سعیدی
مرکزی دفتر: نورالہدیٰ فاؤنڈیشن
گلشن سعید نورالہدیٰ روڈ مانانوالہ شیخوپورہ روڈ فیصل آباد
041-8759266
0300-7256692

ملنے کا پتہ
مرکزی دفتر نورالہدیٰ فاؤنڈیشن گلشن سعید مانانوالہ فیصل آباد
دفتر ادارہ حزب الاسلام چندیاں تلاواں فیصل آباد
الحسن بکڈپو رسول پلازہ امین پور بازار فیصل آباد

شعبہ اشتہارات منور احمد سعیدی، امجد جاوید سعیدی
0300-7256692 - 0300-7203902

زرتعاون
فی شمارہ 15 روپے۔ڈاک خرچہ 20 روپے
سالانہ 160 روپے/بذریعہ ڈاک 280 روپے

Necomplex@hotmail.com
www.noorulhudafoundation.com
www.nuhf.org

حمد باری تعالیٰ

فرش تا عرش ترے حسن کا جلوہ دیکھا
کہیں پنہاں تجھے دیکھا کہیں یکتا دیکھا

اک اک دل میں تیری دید کی حسرت پائی
ایک اک آنکھ کو مشتاق تماشا دیکھا

تو کہ ہے ارض و سماوات کی ہر شے پہ محیط
تجھ کو ہر روح میں ہر دل میں سمایا دیکھا

قطرے قطرے میں تیرے حسن کا پرتو پایا
ذرے ذرے میں تیرا نور جھلکتا دیکھا

لالہ وگل میں مہک، چاند ستاروں میں ضیا
تجھ کو ہر رنگ میں ہر شے میں ہویدا دیکھا

ہر دکھی دل نے مصیبت میں پکارا تجھ کو
بحر آشوب میں تیرا ہی سہارا دیکھا

یہ تیرا ہی کرم خاص ہے "یزدانی" پر
اس کو ہر حال میں مستغنیٰ دنیا دیکھا

(یزدانی جالندھری)

نعت شریف

محمد مصطفیٰ آئے ہے احسانِ ربِّ اکبر
جنہاں دے امتی ہوون دی خواہش کرن پیغمبر

بنائے کعبہ دے ویلے خلیل اللہ دعا منگی
ایہہ کعبہ میں بنا دتا ایہدا وارث تو پیدا کر

وقاسم رب دی نعمت دے او مالک حوضِ کوثر دے
او ٹکڑے کر دیون چن دے او سورج نوں لیاون ایدھر

میرے آقا دے بوہے دی کی پچھنا شان تو واعظ
اوہدے منگتے صدیق وعثمان اوہدے منگتے عمر حیدر

حسین وحسن دا صدقہ غلامی وچ سدا رکھنا
قیامت نوں میرے ہتھاں چہ ہووے دامنِ اطہر

اصل ایمان ایہو اے ایہدا انکار بے دینی
او میری جان تو پیارے دلوں اقرار ایہہ توں کر

ثنائے خواجہؐ کو نین کر سکدا اکی میں یارو!
پڑھن نعتاں پئے قدسی غلام اُسدے نے بحر و بر

توں سعیدالحسن کیوں ڈرداں قبر تے حشر دے کولوں
تیرے آقا نبی سرور تیرے شافع نبی سرور

(سید محمد سعیدالحسن شاہ)

اداریہ

عید میلاد النبی ﷺ مبارک ہو

ماہ نور ''ربیع الاوّل'' کا چاند نظر آتے ہی عشاق کے قلب ونظر فرحت وانبساط سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اسی ماہ مبارک میں کائنات کو ''نجات دہندہ'' ملا۔ بلاشبہ:

نبی رحمت ﷺ کی بعثت مبارکہ صدیوں سے پھیلی ظلمت وضلالت کی اندھیری رات میں نوراعلیٰ نور ثابت ہوئی۔

ہادی برحق حضور نبی کریم ﷺ کی اس جہان رنگ وبو میں آمد باعث صد افتخار ہے۔ آپ کی آمد کی خوشی کرنا اور مسرت وشادمانی کا اظہار کرنا ہر دور کے بزرگوں کا وطیرہ رہا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر دور حاضر کے محبان تک سبھی متوالوں نے عید میلاد النبی ﷺ کو نہایت عقیدت ومحبت سے منانے کو اپنی دنیا وآخرت کے لئے سعادت سمجھا ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عید میلاد کو انتہائی تزک واحتشام سے منانا چاہئے۔

لیکن خیال رہے کہ ''جشن ولادت'' کے مبارک موقع پر غیر ضروری رسوم اور غیر شرعی کاموں کو انجام دینے کی بجائے درود وسلام، عبادات اور صدقہ وخیرات کر کے اپنی خوشی اور محبت کا اظہار کیجئے۔

12 ربیع الاوّل صبح صادق کی پہلی کرن اس جہان آب وگل کے لئے خوش بختی کی نوید لے کر طلوع ہوئی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سید عالم ﷺ کی آمد کی خوشی منانے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی سیرت کو بھی اپنایا جائے اور آپ ﷺ کی تعلیمات کو عام کیا جائے۔ مجلّہ ''نورالہدیٰ'' ''مفکر اسلام'' سید محمد سعید الحسن شاہ صاحب کی سرپرستی میں اسی فرض کو ادا کرنے کے لئے کوشاں ہے۔

اس رسالہ کو خود بھی پڑھیے اور اپنے عزیز واقارب کو بھی پڑھائیے۔

رسالہ ''نورالہدیٰ'' کی بہتری کے لئے اپنے قیمتی مشورہ جات سے ہمیں بھی آگاہ فرمائیے۔ ہمیں آپ کی آراء کا انتظار رہے گا۔

والسلام

درس قرآن

احسانِ عظیم

معلم و مفکر اسلام سید محمد سعید الحسن شاہ

الحمد للّٰہ رب العالمین. والصلوٰۃ و السلام علی خاتم النبیّن
وعلی الٰہٖ و صحبہٖ اجمعین. اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ.

(سورۃ آل عمران 164)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا احسان فرمایا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات مبارکہ تلاوت فرماتا ہے اور انہیں پاک فرماتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور بے شک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

اللہ تعالیٰ کی ہر انسان پر بے شمار نعمتیں ہیں۔ خود باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:
''اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو، تو ناممکن ہے۔

مگر کسی بھی نعمت پر اس طرح اظہار احسان نہیں فرمایا جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری پر فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ یہ رسول نہ صرف تمہیں آیات الٰہیہ کی تلاوت سے مشرف فرماتے ہیں بلکہ تمہیں روح و جسم کی پاکیزگی بھی عطا فرماتے ہیں۔ یعنی عیسائیوں کی طرح بپتسمہ (۱) نہیں دیتے بلکہ نظر و کرم سے ہی روح کو کفر و شرک کی نجاست سے نجات دے دیتے ہیں آخر میں ارشاد ہوا کہ تم صریح گمراہی میں تھے (یعنی کھلی گمراہی میں) بلاشبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری سے قبل اہل

۱: (خیال رہے کہ عیسائی اپنے بچوں کو پیدائش کے ساتویں سال اور دوسروں کو عیسائی بناتے وقت زرد پانی کے حوض میں غوطہ دیتے ہیں، اسے بپتسمہ کہتے ہیں)

دنیا کی عموماً اور اہل عرب کی خصوصاً جو حالت تھی وہ محتاج بیان نہیں۔ ہر طرف جاہلیت کا دور دورہ تھا کفرو گمراہی کی سیاہ چادر نے اچھے اچھوں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا، بھائی بھائی کے خون کا پیاسا تھا پانی پینے پلانے جیسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر جنگ وجدل معمول بن چکا تھا۔ لوگ اپنی بچیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے سفاح جاہلیت عروج پر تھا (یعنی لوگ اپنی بیویوں کو رؤسائے عرب اور سرداران قوم کے پاس بھیجتے تا کہ ان کے نطفوں سے حاملہ ہوں، اگر وہ حاملہ ہو جاتی تو فخر سے بتاتے کہ میری بیوی کو فلاں چوہدری یا فلاں سردار کا حمل ہے) لوگ ننگے ہو کر بیت اللہ شریف کا طواف کیا کرتے تھے۔

اس جگہ یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ ایک مشہور متعصب غیر مسلم یورپی سیرت نگار ''مارگولیتھ Mirgaltouth اپنی تصنیف ''محمد'' میں لکھتا ہے:

''ابو جہل کو عقل و دانش کے لحاظ سے غیر معمولی شہرت حاصل تھی۔ یہاں تک کہ وہ تیس (30) سال کی عمر میں ''دارالندوہ'' کا ممبر بن گیا''

دراصل مسٹر مارگولیتھ کو حضور علیہ السلام کا ہر دشمن ہی بہت عقلمند نظر آتا ہے۔ اس لئے اس نے اپنی تصنیف میں جگہ جگہ مشرکین کو عقل و دانش کا خزانہ خیال کیا ہے۔

ہمیں مسٹر مارگولیتھ پر کیا افسوس ہو سکتا ہے۔ اس متعصب سے یہی توقع ہو سکتی ہے۔ البتہ ہم یہاں ایک واقعہ نقل کرتے ہیں جس سے مشرکین کی عقل کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں ایک شخص ''اساف'' نے بیت اللہ شریف کے اندر ایک عورت ''نائلہ'' سے زنا کیا اور غضب الٰہی سے وہ دونوں پتھر ہو گئے مشرکین مکہ نے ان دونوں پتھر کے مجسموں کو اٹھایا اور ایک کوہِ صفا اور دوسرے کوہ مروہ (۱) کے پاس نصب کر دیا اور دونوں کو خدا سمجھ کر پوجنے لگے اور جب صفا اور مروہ کے پاس آتے جاتے تو تمام مشرک بشمول ابو جہل ان کو سجدہ کرتے اور چھوتے تھے۔ جب حضرت عبدالمطلب نے چاہ زم زم کو کھودنے کا ارادہ فرمایا تھا تو انہی بتوں کی وجہ سے مشرکین نے مخالفت کی تھی۔ (مدارج النبوۃ وغیرہ)

قارئین: آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ ابو جہل اور اس کے ساتھی کتنے دانا تھے جن پر غضب خدا نازل ہوا، وہی ان کے خدا بن گئے۔ اس حالت میں مذکورہ بالا آیۂ مبارکہ اس جملہ کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے:

۱: خانہ کعبہ کے قریب دو پہاڑیوں کا نام ہے جہاں حاجی سعی کرتے ہیں۔

''اور بے شک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔''

تیرا احسان ہوا مجھ پر میرے خدا
تیرا احسان ہوا مجھ پر میرے خدا
دو مبارک مجھے اے زمین و سماء
مل گئے مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ

قارئین: اس آیۂ مبارکہ میں اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کی آمد کو مسلمانوں کے لئے اپنا ''احسانِ عظیم'' قرار دیا۔

بحمدہٖ تعالیٰ ایمان والے اپنے آقا کریم ﷺ کے یوم ولادت پر اللہ تعالیٰ کے اس احسان و کرم کا اظہار شکر بھی کر رہے ہوتے ہیں کہ: اے ہمارے پروردگار ہم پر تیرا کس قدر احسان عظیم ہے کہ تو نے ہمیں اپنے محبوب علیہ السلام کی اُمت میں پیدا کیا اور ہمارے دلوں کو اپنے محبوب علیہ السلام کی محبت کے لئے پسند فرما لیا۔ یہ سب تیرا احسان ہے

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بقیہ: محافل میلاد کا اہم تقاضا

اس حدیثِ پاک کے مفہوم کے مطابق علمائے باعمل کو دعوت دینے کے درج ذیل فوائد حاصل ہوں گے۔

☆......وراثانِ علومِ انبیاء کی زیارت اور صحبتِ فیض اثر کا موقع ملے گا جو کہ عبادت ہے۔

☆......محفلِ نعت میں آنے والے علمِ دین سیکھنے کیلئے سفر کریں گے یوں ان کا ہر قدم جنت کی طرف اٹھے گا ان کو ملنے والے اس اجر میں آپ کا بھی حصہ ہوگا کیونکہ آپ کی وجہ سے ان کو یہ نیکی ملی۔

☆......محفلِ نعت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت (یعنی علمِ دین) کی تقسیم ہوگی اور یہ نہایت قیمتی اور بڑا مفید تبرّک ہے کیونکہ اس سے عقائد کی پختگی، گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کا جوش و جذبہ پیدا ہوگا اور یوں گلشنِ نعت کے اس پھلے پھولے حسین باغ کا بہترین پھل آپ کا مقدر بنے گا یقین جانیے یہ ایک بہت بڑا انعام اور عظیم کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے۔ آمین

درس حدیث

قُرَّةُ عَيْنِىْ فِى الصَّلٰوةِ

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

قال قال رسول الله ﷺ: قُرَّةُ عَيْنِىْ فِى الصَّلٰوةِ.

ترجمہ: ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔'' (اتحاف السادۃ المتقین ۵/۳۱۱)

صلوٰۃ کا لفظی معنی دعا، تسبیح، رحمت یا رحم و کرم کی تمنا ہے، درود پاک کو بھی صلوٰۃ کہا جاتا ہے کہ یہ بھی رحمت و کرم کی تمنا کا اظہار ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق صلوٰۃ، ایک مخصوص اور معروف عمل ہے جو خاص اوقات میں اور مخصوص انداز سے ادا کیا جاتا ہے۔ صلوٰۃ یعنی نماز۔ ارکان اسلام میں دوسرا اور عبادات میں پہلا رکن ہے، اس کی بجا آوری ہر باشعور، بالغ مسلمان عورت ہو یا مرد پر فرض ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں یہ سمجھا دیا گیا کہ نماز وہ عبادت ہے جس سے سکون نصیب ہوگا، مادی وجود کو بھی فرحت حاصل ہوگی اور روحانی کیفیات کو بھی راحت و سرور ملے گا۔ حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد میں نماز کی محبوبیت کا ذکر ہے، اسلامی عبادات میں نماز کو اسی لئے مرکزی حیثیت حاصل ہے کیونکہ اس سے عبد اپنے معبود کے حضور حاضر ہونے کا لطف اٹھاتا ہے، یہ انتہا درجہ کی عاجزی، فروتنی اور خود سپردگی کی حالت ہے، انسان جب اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کانوں تک لے جا کر تکبیر تحریمہ کہتا ہے تو وہ عملاً یہ اعلان کر رہا ہوتا ہے کہ اس نے ساری دنیا سے ہاتھ اٹھا لئے ہیں۔ وہ ہاتھ باندھ کر غلام ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ رکوع سے غرور اور سجدہ سے انا کا بت توڑ کر درِ الٰہی پر دستک دیتا ہے اور نظر کرم کا طلب گار رہتا ہے۔ اطاعت شعار کا یوں سر جھکا کر سراپا نیاز ہو کر التجا کرنا در قبولیت کے وا ہونے کا وسیلہ بنتا ہے، دریائے رحمت کا جوش اپنی بے پناہ رحمتوں سے اس بندہ عاجز کو اپنے حصار میں لے لیتا ہے، یہ حضوری کا لمحہ ہوتا ہے، عجز کے اعتراف کے ساتھ حضوری کا قرب عجب بہار دکھاتا ہے۔ (باقی صفحہ 19 پر)

سیرت طیبہ کا اخلاقی پہلو..... خلق عظیم

پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد اقبال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ o مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ o وَاِنَّ لَکَ لَاَجْراً غَيْرَ مَمْنُوْنٍo وَاِنَّکَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ o صدق اللّٰه العظيم .

نون، قلم اور لوگوں کی تحریروں کی قسم! آپ اپنے رب کی نعمت کی موجودگی میں پاگل نہیں ہیں۔ آپ کیلئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے اور آپ عظیم خلق پر ہیں۔

برادران اسلام! ربیع الاوّل کی آمد اور اس میں شافع محشر، ساقیٔ کوثر، نبیٔ رحمت، شفیع امت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری کی مناسبت سے سیرت طیبہ کا اخلاقی پہلو آج گفتگو کا عنوان ہے۔

حضرات محترم! یوں تو سارا قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق ہی کا بیان ہے۔ اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ”کَانَ خُلُقُهُ الْقُرآن “ فرما کر اسی حقیقت کو آشکار کیا ہے لیکن بہت سی آیتیں اس بارے میں صراحت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق کا تذکرہ کرتی ہیں۔ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ میں آپ کے کرم کا بیان ہے۔ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ میں آپ کی رافت و رحمت کا بیان ہے۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ میں آپ کی نرمی طبیعت کا ذکر ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ میں آپ کی ہمہ گیر رحمت کا ذکر ہے۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰهِ میں آپ کے صبر کا تذکرہ ہے۔ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ میں آپ کے عفو درگزر کا تذکرہ ہے۔ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ میں آپ کی تواضع کا بیان ہے۔

الغرض قرآن کریم آئینہ دار ہے اخلاقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا۔ آئیے آپ کے اخلاق کی چند مثالوں سے اپنے قلوب کو منور کریں۔

کفار مکہ کے ایک اجلاس میں یہ نکتہ کسی نے اٹھایا کہ ہم پیغمبر اسلام کا نام ”محمد“ کہہ کر آپ کی تعریف کئے جا رہے ہیں۔ حضرات گرامی! میں رک کر عرض کرتا ہوں کہ لفظ ”محمد“ کا ترجمہ ہے جس

کی بار بار تعریف کی جائے۔

عربی میں الذی یُحمَدُ حَمْداً بَعْدَ حَمْدٍ وَّمَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ کہا جاتا ہے۔اسی وجہ سے کفار کو پریشانی ہوئی کہ وہ بے خیالی میں آپ کا نام ''محمد'' پکار کر تعریف کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ انہوں نے طے کیا کہ آئندہ ہم ''محمد'' کی جگہ'' مُذَمَّم '' کہا کریں گے۔اس لفظ کا معنی ہے جس کی مذمت کی جائے۔انہوں نے طے شدہ فیصلے کے مطابق مُذَمَّم کا لفظ استعمال کرنا شروع کر دیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب یہ الفاظ سنے تو ان کا خون کھول اٹھا۔نہایت پریشانی کے عالم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے گستاخ زبانوں کو لگام دینے کی اجازت طلب کی۔نبی کریم صلی اللہ وسلم نے نہایت اطمینان سے جواب دیا۔

اِنَّمَا یَسُبُّوْنَ مُذَمَّمًا وَّاَنَا مُحَمَّدٌ ''وہ کسی مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور میں تو محمد ہوں'' (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس مختصر جملے نے صحابہ کرام کے دلوں کو ٹھنڈا کر دیا۔پریشانی دور ہوگئی اور سکون پیدا ہوا۔اشتعال،اطمینان ومسرت میں بدل گیا۔دوسری طرف کافروں تک یہ الفاظ پہنچے تو ان کی زبانیں بھی بند ہوگئیں۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ کو سیرتِ طیبہ کا ایسا حوالہ سمجھا ہے کہ ان الفاظ کو اپنی الجامع الصحیح میں کتاب الانبیاء کے بالکل شروع میں بیان کیا ہے۔

برادران اسلام! مسجد نبوی کی دیواریں کچی تھیں۔چھت بھی کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی اور کچی تھی۔دروازہ نہیں تھا۔محراب نہیں تھی۔دروازے اور محراب دونوں اطراف کھلی ہوئی تھیں۔محراب حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں شروع ہوئی۔دروازے،مسجدوں میں قیمتی ساز وسامان آنے کے بعد شروع ہوئے۔ایک اعرابی آیا جس نے عمارت کی حالت سے اندازہ کیا کہ شاید یہ جگہ لوگوں نے قضائے حاجت کیلئے بنا رکھی ہے ایک طرف ہو کر پیشاب کرنے لگا،صحابہ کرام اسے روکنے کے لئے دوڑے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو منع فرما دیا اور ارشاد فرمایا ''اس کو کچھ نہ کہو تم آسانی کے لئے پیدا کئے گئے ہو،دشواری پیدا کرنے کے لئے نہیں۔جب یہ فارغ ہو جائے گا تو اس کے پیشاب پر پانی بہا دینا۔'' اس آدمی کو بلوا کر فرمایا ''یہ ہماری مسجد ہے اسے ہم نے عبادت کے لئے بنایا ہے اور اس کو گندگی سے پاک رکھتے ہیں۔'' یہ بات سمجھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جانے کی اجازت دے دی۔وہ آدمی اپنے قبیلے میں چلا گیا۔لوگوں کو بار بار یہ کہتا تھا۔

وَاللّٰہِ مَازَجَرَنِی مُحَمَّدٌ . وَاللّٰہِ مَا شَتَمَنِیْ مُحَمَّدٌ. وَاللّٰہِ مَا ضَرَبَنِیْ مُحَمَّدٌ''

اللہ کی قسم محمد نے مجھے ڈانٹا تک نہیں۔ اللہ کی قسم محمد نے مجھے بُرا بھلا نہیں کہا۔ اللہ کی قسم محمد نے مجھے مارا نہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ ہی عرصے کے بعد اس کا پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ کافر مومن اور جہنمی، جنتی بن گئے۔ صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

حضرات محترم ! اخلاق کی ایک قسم تاجرانہ اخلاق ہے جو ''دو اور لو'' کی بنیاد پر قائم ہے۔ زید نے بکر کا احترام کیا جواب میں بکر نے زید کا احترام کیا۔ کسی نے سلام کہا تو جواب دے دیا ورنہ نہیں۔ کسی نے پہلے خدمت کی تو اس کی خدمت کر دی۔ چائے پلانے والے کو چائے پلا دی، کھانا کھلانے والے کو کھانا کھلا دیا۔ یہ تاجرانہ اخلاق کی مثالیں ہیں۔ خلق عظیم کا معنیٰ کچھ اور ہے، برائی کرنے والے کے ساتھ نیکی کی جائے، بداخلاقی کا جواب خوش اخلاقی سے دیا جائے۔ بدخواہی کا جواب خیر خواہی سے دیا جائے۔ دشمنی کا جواب دوستی سے دیا جائے اور تعلق توڑنے والے کے ساتھ تعلق جوڑا جائے یہ خلق عظیم ہے۔

نبی کریم، رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ تو قطع رحمی کرنے والے کے ساتھ صلہ رحمی کرے، محروم کرنے والے کو عطا کرے اور برا بھلا کہنے والے کو معاف کر دے۔''

یہ حدیث مسند امام احمد بن حنبل کی ہے۔ اسی کتاب میں ایک آدمی کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! میرے قریبی رشتہ دار ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں وہ مجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں۔ میں معاف کرتا ہوں، وہ زیادتی کرتے ہیں۔ میں ان سے نیکی کرتا ہوں وہ مجھ سے برائی کرتے ہیں۔ کیا میں ان سے برابری والا سلوک کروں؟ فرمایا ''نہیں! پھر تم سب تمہارے حال پر چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ تُو فضیلت حاصل کر اور ان سے صلہ رحمی کر۔ جب تک تو صلہ رحمی کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مددگار تیری مدد کرتا رہے گا۔''

اخلاق عالیہ کی اسی نوعیت کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بوقت ضرورت قرض بھی لے لیا کرتے تھے لیکن مسلمانوں سے نہیں یہودیوں سے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ آپ دعوتِ حق اور تبلیغِ رسالت پر کوئی ادنیٰ فائدہ بھی حاصل کرنا نہیں چاہتے تھے۔ قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا فرما دیں میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔

اس کی دوسری وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ قرض کو محبت کی قینچی کہا گیا ہے۔اس لئے آپ نے اہلِ محبت سے کبھی قرض نہیں لیا۔صحابہ کرام میں حضرت عثمان غنی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم جیسے دولت مند بھی تھے۔لیکن ان سے قرض لینے کی کوئی مثال میرے علم میں نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے قرض لیا اور قرآنی حکم ''اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی'' کے مطابق واپسی کی مدت بھی طے کر لی۔ یہودی مقررہ دن سے کچھ دن پہلے آ گیا اور قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی طے شدہ مدت باقی ہے۔وقت آنے پر قرضہ واپس کر دیا جائے گا۔اس نے کہا ''عبدالمطلب کی اولاد قرض لے کر اسے واپس نہیں کرتی'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہودی کا مزاج ٹھیک کرنے کی اجازت چاہی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''حق دار کو بولنے کا حق ہے۔اسے خوش اسلوبی سے مطالبہ کرنے اور مجھے خوش اسلوبی سے قرض واپس کرنا چاہیے۔'' یہودی اس بات سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور کہا کہ ایسا اخلاق کسی پیغمبر کا ہی ہوسکتا ہے۔ بعدازاں اس نے عرض کی یارسول اللہ! میرا سارا مال آپ کے اختیار میں ہے اسے جس طرح چاہیں خرچ فرمائیں۔اللہ اکبر! جو شخص اپنے مال کا کچھ حصہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں رکھنا چاہتا تھا اپنا سارا مال آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہے۔آپ کے اخلاق نے اس کی تقدیر بدل دی۔

میرے بھائیو! کفار مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسی کیسی زیادتیاں کی تھیں۔راستے میں کانٹے بچھائے۔جسم اقدس پر غلاظت پھینکی، چادر گلے میں ڈال کر گلا گھونٹنے کی کوشش کی، اونٹ کی گندی اوجھڑی عین حالتِ سجدہ میں آپ کی پشت پر ڈالی، تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور رکھا۔قتل کے منصوبے بنائے۔اقدامِ قتل کیلئے گھر کا محاصرہ کیا، شہر چھوڑنے پر مجبور کیا۔آبائی گھر پر قبضہ کر لیا۔بیٹی کو کجاوے سمیت اونٹ سے زمین پر گرا دیا اور تین سو میل دور چلے جانے کے باوجود پیچھا نہیں چھوڑا، بار بار مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی، قاتلانہ حملے کروائے۔دنیا کے تمام قوانین کے مطابق ایسے جرائم کی سزا ''موت'' ہے لیکن

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر ایسے سب مجرموں کو عام معافی عطا فرما دی۔حرم میں پناہ لینے والوں سے حرم بھرا ہوا ہے۔ مسلمان فاتحین کی بڑی تعداد بھی موجود ہے۔ کافروں کے سر جھکے ہوئے ہیں۔ دل لرز رہے ہیں۔ ٹانگیں خوف سے کانپ رہی ہیں لاشتہ

زیادتیاں ایک ایک کر کے نگاہوں میں گھوم رہی ہیں۔اچانک ایک آواز بلند ہوتی ہے۔

''اے اہلِ مکہ! جانتے ہو آج میں تم سے کیا سلوک کرنے والا ہوں؟'' بیٹھتے دلوں، جھکی نظروں، لرزتے قدموں اور کپکپاتی زبانوں سے کہتے ہیں۔

''خیراً اَخٌ کَرِیْمٌ وَابْنُ اَخٍ کَرِیْم''

آپ اچھا سلوک کریں گے۔آپ سخی ہیں اور سخی کے بیٹے ہیں۔

فرمایا:''میں آج تم سے وہی بات کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو کہی تھی۔

لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَاَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ اِذْھَبُوا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاء

آج تم پر کوئی گرفت نہیں۔اللہ تمہارے گناہ معاف فرمائے۔وہ سب سے بڑھ کر رحم والا ہے۔جاؤ تم سب آزاد ہو۔

حضرات گرامی! اس معافی نے برسوں کی نفرتوں کو الفتوں میں، عداوتوں کو محبتوں میں، وحشتوں کو قربتوں میں، دشمنیوں کو دوستیوں میں، انتقام کو احسان میں، فساد کو اصلاح میں اور بدامنی کو امن و سکون میں تبدیل کر دیا۔لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے اور وَرَأَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِی دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجاً کا منظر لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔یہ عظیم الشان کامیابیاں اعلیٰ اخلاق کی بدولت حاصل ہوئیں۔انہی کامیابیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مشہور غیر مسلم مفکر ای ای کیلٹ کو کہنا پڑا۔

''تاریخ میں مذہب اسلام کے بانی سے زیادہ حیرت انگیز کردار کوئی نہیں پایا جاتا۔''

ڈاکٹر مائیکل ہارٹ نے اپنی کتاب ''ایک سو''(The 100) میں لکھا ہے۔

''آپ تاریخ کی واحد شخصیت ہیں جسے دینی اور دنیاوی سطح پر سپریم کامیابی حاصل ہوئی ہے۔''

مشہور مستشرق فلپ کے ہٹی ان کامیابیوں کو عرب کی بنجر زمین میں جادو کے ذریعے عظیم لوگوں کی نرسری اُگ آنے سے تعبیر کرتا ہے۔

حضرات گرامی قدر! ہمارے ایمان کے مطابق یہ کامیابیاں تکوینی طور پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور ظاہری اسباب کی حد تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اعجازی تاثیر اور بلند اخلاق کے سبب حاصل ہوئی ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ

تحریر: محمد ندیم شہزاد سعیدی

ارشادِ ربانی ہے:۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ.

(البقرہ آیت نمبر 154)

ترجمہ:۔ اور نہ کہوان لوگوں کیلئے جوقتل کئے گئے اللہ کی راہ میں کہ وہ مردہ ہیں، بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے۔ (جمال القرآن)

☆...... اگرچہ یہ آیت شہداء کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ وہ لوگ جواللہ کی راہ میں قتل کردیئے جائیں وہ زندہ ہیں انہیں مردہ نہ کہو۔ لیکن علماء امت نے اس آیت کے تحت یہ استدلال بھی کیا ہے کہ، ''سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شہید ہیں''

اللہ تعالیٰ نے انعام یافتہ لوگوں کے چار گروہ بیان کئے ہیں۔

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ. (سورۃ النساء ۶۹)

ترجمہ:۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔ (جمال القرآن)

یعنی پہلا گروہ انبیاء کرام کا ہے۔ دوسرا گروہ صدیقین کا ہے۔ تیسرا گروہ شہداء کا اور چوتھا گروہ صالحین کا ہے۔ انبیاء کرام ہر لحاظ سے شہداء سے افضل واعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں لہٰذا شہداء کی حیات ثابت ہے تو ان سے اعلیٰ گروہ انبیاء کرام کی حیات بدرجہ اولیٰ ثابت ہے، اس بات کو سمجھنے کے لئے آیئے ایک مثال کو سمجھتے ہیں۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔

اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا .

(بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۳)

ترجمہ:۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں جب بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف تک نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو۔

☆...... اس آیت مبارکہ میں والدین کواُف کہنے اور ڈانٹنے سے منع کیا ہے۔اُف کہنا اور ڈانٹنا ادنیٰ درجہ ہے اور بُرا بھلا کہنا یا مارنا بڑا درجہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے ادنیٰ درجے سے ہی منع فرما دیا ہے تو ظاہر ہے اس سے اعلیٰ درجہ میں جو چیز ہے جیسے مارنا وغیرہ وہ بھی منع ہوگا اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُف کہنے سے منع کیا ہے مارنے سے تو منع نہیں کیا تو وہ یقیناً غلطی پر ہے۔اسی طرح شہداء جو کہ ادنیٰ درجہ پر ہیں (انبیاء کرام سے) ان کیلئے زندگی ثابت کی گئی ہے تو ظاہر ہے جواُن سے اعلیٰ درجہ پر ہیں ان کی زندگی کا ثبوت بدرجہ اتم موجود ہے۔شہداء کو مردہ کہنا حرام ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے مردہ کہنا بدرجہ اولیٰ حرام ہوگا۔کیونکہ شہید کو جو بعداز قتل حیاتِ جاودانی ملی ہے تو نبی علیہ السلام کی اطاعت کے وسیلہ سے ہی ملی ہے تعجب ہے کہ اُمتی تو زندہ ہو مگر نبی معاذ اللہ تعالیٰ مردہ؟

☆...... بعداز وصال انبیاء کرام علیہم السلام کا بیت المقدس میں شب معراج اکٹھا ہونا،"شب معراج" حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز کا پڑھنا،انبیاء کرام کا آسمانوں پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال کرنا انبیاء کرام کی حیات مبارکہ کے بیّن ثبوت ہیں۔

☆......میرے عزیزو! جس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو کر شہید ہونے والے کو شہادت کا مرتبہ ملا اور دائمی زندگی نصیب ہوئی تو اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات بے مثل کا اندازہ کون کرسکتا ہے کہ ان کو کس قدر عظیم و برتر دائمی زندگی اللہ رب العزت کی طرف سے عطا ہوئی ہے۔(سبحان اللہ)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' کا عقیدہ

افضل البشر بعداز انبیاء علیہم السلام سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر پہنچی تو آپ خبر سنتے ہی نبی کریم علیہ السلام کے جسدِ اقدس کے پاس تشریف لائے۔(بخاری شریف میں ہے کہ)

پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ' نے چہرہ انور سے کپڑا ہٹایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھکے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کو بوسہ دیا پھر رو پڑے اور کہا، یا نبی اللہ! میرے والدین آپ پر قربان ہو جائیں اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہ کرے گا۔

(بخاری شریف کتاب الجنائز جلد اول)

☆......امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی شرح میں لکھتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ' یہ

کہنا چاہتے ہیں کہ پہلی موت کے بعد جو آپ کو حیات ملے گی اس کے بعد آپ پر کبھی موت طاری نہ ہوگی۔ (قسطلانی جلد 6)

☆...... مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''نفحات الانس'' میں تحریر فرماتے ہیں ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ نے حکم دیا کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میری میت کو اس دروازے کے سامنے رکھ دینا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مزارِ پُر انوار ہے پھر دروازے پر دستک دینا اگر دروازہ کھول دیا جائے تو مجھ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پہلو میں دفن کر دینا وگرنہ نہیں۔ اس وصیت کے مطابق ہم لوگ گئے ہم نے دروازے پر دستک دی اور عرض کیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! ھٰذَا اَبُوْ بَکْرٍ بِالْبَاب

یارسول اللہ آپ پر سلام ہو! ابوبکر دروازے پر حاضر ہیں۔ (یعنی ان کیلئے کیا حکم ہے)۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ کہتے ہیں کہ قبر انور سے آواز آئی۔

" اُدْخِلُو الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ"

دوست کو دوست کے پاس داخل کر دو۔ اور دروازہ کھل گیا۔ تو ہم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پہلو میں دفن کر دیا۔ (نفحات الانس صفحہ نمبر 152)

☆..... اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے بعد آپ کو زندہ ہی جانا کرتے تھے وگرنہ وصیت کرنے کا کیا مقصد تھا؟۔ اور یہی عقیدہ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا اگر نہ ہوتا تو میت کو لے کر درِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ندا کیوں کرتے؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال باکمال کے بعد جب میں اپنے گھر میں داخل ہوتی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور میرے والد موجود ہیں تو پردے کا خاص اہتمام کئے بغیر ہی چلی جاتی اور کہتی کہ ایک میرے شوہر ہیں اور دوسرے میرے والد ہیں۔ لیکن پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ دفن ہوئے تو خدا کی قسم اب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ سے حیاء کرتے ہوئے بدن کو مکمل چھپا کر جاتی ہوں۔ (مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور)

☆..... اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ صاحبِ قبر میں اتنی طاقت موجود ہے کہ وہ باہر والی چیزوں کو ملاحظہ کرسکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حیاء فرمائی اگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ عقیدہ نہ ہوتا کہ قبر والے باہر کے احوال سے باخبر ہیں تو وہ کبھی بھی ایسا عمل نہ فرماتیں اور آپ کا یہ فرمانا کہ ''یہ میرے شوہر ہیں اور یہ میرے والد'' حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' کے عقیدے کو تقویت دیتا ہے۔

حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
علمائے اُمت کی نظر میں

☆.....شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

''باوجود اس بات کے کہ اُمت کے علماء میں (کئی مسائل میں) اختلافات ہیں اور بہت سارے مذاہب (فرقے) ہیں لیکن اس مسئلہ میں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حقیقی زندگی کے ساتھ ہمیشہ کیلئے دائم اور باقی ہیں اور اُمت کے اعمال پر حاضر ناظر ہیں اس میں نہ تو مجاز کا شائبہ ہے اور نہ ہی کسی قسم کی تاویل کا وہم ہے۔''

(سلوک السبل بالتوحید برحاشیہ اخبار الاخیار)

☆ ......مجددِ دین وملت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس عقیدہ کی یوں وضاحت فرماتے ہیں۔

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور تمام انبیاء کرام حیات حقیقی دنیاوی، روحانی و جسمانی سے زندہ ہیں، اپنے مزارات طیّبات میں نماز پڑھتے ہیں، روزی دیئے جاتے ہیں۔ جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 6)

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اُسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی پرانی ہے

(حدائق بخشش)

یقیناً سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام تر فیوض برکات، کمالات اور معجزات کیساتھ زندہ ہیں۔

اُم المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا

ڈاکٹر منظور احمد

5ھ ماہ رمضان کا واقعہ ہے رحمت عالم ﷺ غزوہ مرسیع میں فتح یاب ہوکر جانثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جلو میں رونق افروز ہیں بیس برس کی خوبصورت ایک سائلہ دربار نبی رحمت ﷺ میں حاضر ہوئی عرض گزار ہوئی کہ! یارسول اللہ ﷺ میں ان قیدیوں میں سے ہوں۔ بنی معطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ہوں میری اسیری کا حال آپ سے پوشیدہ نہیں تقسیم میں ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی ہوں انہوں نے مجھے مکاتبہ بنالیا ہے بدل کتابت میں آپ کی خدمت میں اعانت کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔

کیونکہ سردار کی بیٹی ہونے کی بنا پر نہایت خوددار تھیں انہوں نے باندی بن کر رہنا پسند نہ کیا اور ثابت بن قیس سے طے پایا کہ نواوقیہ سونا ادا کردو تو تمہیں آزاد کردوں گا۔ ان کے پاس اس وقت زر کتابت نہ تھا انہوں نے چاہا کہ لوگوں سے چندہ مانگ کر یہ رقم ادا کردوں۔ نبی رحمت ﷺ کی فیاضی وسخاوت کے چرچے پہلے ہی چہار سو پھیلے ہوئے تھے۔ پس آپ ﷺ نے سائلہ کی درخواست پر غور فرمایا نظر کرم اٹھی اور نہایت حکیمانہ فیصلہ صادر کرتے ہوئے فرمایا:

کیا تمہیں اس سے بہتر چیز کی خواہش نہیں؟ انہو نے عرض کیا وہ کیا چیز ہے؟ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: تمہاری طرف سے کتابت کی واجب الادا رقم میں ادا کر کے تجھے اپنی زوجیت میں لے لوں۔

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آ گیا

سائلہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے منظور ہے۔

قارئین کرام! یہ عظیم سعادت سے سرفراز ہونے والی ہستی سیدہ جویرہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا اصل نام برہ تھا آنحضرت ﷺ نے بدل کر جویریہ رضی اللہ عنہا رکھا۔ آپ نہایت حسین وجمیل اور شریں ادا تھیں۔ بڑی دل کش صورت تھی۔ آپ کا پہلا نکاح اپنے ہی قبیلہ میں

مسافع بن صفوان (ذی شغر) سے ہوا تھا جو غزوہ مریسیع میں بحالت کفر قتل ہوا یہ غزوہ شعبان میں ہوا جس میں دشمن بھاری تعداد میں مرد عورتیں اور بچے قید ہوئے ان قیدیوں میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں داخل ہوگئیں تو سارے مدینہ میں یہ خبر گونج گئی۔ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی قوم وخاندان کے سینکڑوں قیدی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گھروں میں موجود تھے جو غلام بنا کر تقسیم کر دیئے تھے نکاح کی خبر پھیلتے ہی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سب قیدیوں کو اس احترام کے پیش نظر آزاد کر دیا کہ اب تو یہ لوگ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال والے ہوگئے ہیں انہیں کیسے غلام بنا کر رکھیں۔

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لینے سے بنوالمصطلق کے سو گھرانے آزاد ہوئے۔ میں نے کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی جو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر اپنی قوم کے لئے برکت والی ثابت ہوئی ہو۔ آپ کے والد بھی مشرف با اسلام ہو گئے۔

اخلاق وعادات:

آپ نہایت خوبصورت، موزوں اندام تھیں ان میں حلاوت اور ملاحت دو وصف نمایاں تھے جو انہیں دیکھ لیتا اپنے دل میں جگہ دینے پر مجبور ہو جاتا۔

عبادت وریاضت:

اُم المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی زندگی نہایت زاہدانہ تھی عبادت وریاضت میں ہمہ وقت مشغول رہتی تھی۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت ان کے پاس سے گزرے تو آپ دعا کر رہی تھیں جب آپ دوپہر کے قریب تشریف لائے تو اس وقت بھی آپ کو دعا میں مشغول پایا۔ ایک روز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صبح کے وقت مشغول عبادت دیکھا پھر دوپہر کو جب دیکھا تو بھی سیدہ کو عبادت کی حالت میں پایا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو ابھی تج (متواتر) تسبیحات میں مصروف ہے؟ سیدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں چند کلمات ایسے سکھا دوں جو وزن میں ان تمام

تسبیحات کے برابر ہوں جو تم نے اب تک پڑھا ہے؟ پھر رحمت عالم ﷺ نے فرمایا! وہ یہ کلمات ہیں۔ انہیں تین بار ورد کر لیا کرو۔

سبحان اللہ عدد خلقه سبحان اللہ زنة عرشه

سبحان اللہ رضا نفسه سبحان اللہ مداد کلماته

(صحیح مسلم)

اُم المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے عرصہ 6 سال حرم نبوی ﷺ میں رہنے کی سعادت حاصل کی آپ نے خوب کسب فیض حاصل کیا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ سے روایت کی اور ان سے ابن عباس، جابر، ابن عمیر بن سباق وغیرہ نے روایت کی۔ (اسرا العالیہ)

آنحضرت ﷺ کو ان سے محبت تھی اور ان کے گھر آتے جاتے تھے ایک مرتبہ آ کر پوچھا کہ "کچھ کھانے کو ہے؟ جواب ملا! میری کنیز نے صدقہ کا گوشت دیا تھا وہی رکھا ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں فرمایا: اسے اٹھا لاؤ کیونکہ صدقہ جس کو دیا تھا اس کو پہنچ چکا۔ (صحیح مسلم)

وصال: اُم المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا وصال ربیع الاول 50ھ مدینہ منورہ میں ہوا۔ بعض روایتوں میں آپ کا سن 71 برس بیان کیا گیا ہے۔

بقیہ: قُرَّۃُ عَیْنِی فِی الصَّلٰوۃِ

ایسی ہی سرمدی کیفیت کی نشاندہی کرتے ہوئے رحمت عالمین ﷺ نے فرمایا تھا:

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنِ.

ترجمہ: "نماز تو مومنوں کی معراج ہے"۔ (شرح سنن ابن ماجۃ ج:۱ص:۳۱۳)

یہ بھی فرمایا گیا: "بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔" (ابن حبان عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

قرب آشنائی کا یہ لمحہ نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کا مصداق ہو جاتا ہے جو آپ نے جبرائیل علیہ السلام کے سوال پر احسان کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ تو عمل کے حسین تر اظہار کا اس وقت اہل ہوگا جب تیری عبادت بلند تر منزلت پر فائز ہو جائے۔

سردارِ جنت، سبطِ رسول ﷺ

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

محمد افضال سعیدی

ولادت باسعادت: حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ 15 رمضان المبارک 3 ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوائے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت اُم الفضل رضی اللہ عنہا کے ایک خواب کی تعبیر میں پہلے ہی اپنے پیارے نواسے کی ولادت کی خوشخبری سنادی تھی۔

نام نامی اسم گرامی: حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کا نام ''حسن رکھا۔ یہ نام زمانہ جاہلیت میں معروف نہ تھا۔

کنیت: ابومحمد اور ابوعمرہ العاب تقی، نقی، زکی سبطِ اکبر، مجتبیٰ اور سید۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر پڑھی۔ اپنے لعاب دہن کی گھٹی ڈالی اور حسن نام رکھا۔ اور ساتویں دن دو چھترے ذبح کر کے آپ کا عقیقہ کیا اور سر کا حلق کرادیا۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔

شبیہ مصطفےٰ ﷺ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سینہ سے سرِ مبارک تک رسول اللہ ﷺ کی کامل شبیہ تھے۔

مقام ومرتبہ: سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ تاجدار کائنات ﷺ کے لاڈلے اور محبوب نواسے ہیں۔ رحمت دو عالم ﷺ آپ رضی اللہ عنہ سے بے پناہ محبت فرماتے۔ انہیں چومتے، اپنے ساتھ چمٹا لیتے۔ اور اپنے دوش مبارک پر سوار فرمالیتے۔

حضور نبی کریم ﷺ انبیاء کے سردار ہوتے ہوئے بھی اپنے لاڈلے نواسوں سے لاڈ اور پیار فرماتے ہوئے کوئی عار محسوس نہ فرماتے تو جو والدین اپنی اولاد سے ہمہ وقت سختی کا معاملہ رکھتے ہیں انہیں چاہئے کہ بچوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ ان سے انتہائی محبت وشفقت سے پیش آئیں۔ اس سنت مصطفےٰ ﷺ پر عمل کی برکت سے ہمارے گھروں کے ماحول میں خوشگوار تبدیلی رونما ہوگی۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کا اندازہ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان ذیشان سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ کہ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔''

پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما کو اپنی اُمت کے پھول قرار دیا اور اللہ رب العزت کی عطا سے انہیں نوجوانانِ جنت کے سردار ٹھہرایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بچپن کا بیشتر حصہ صحبت نبوی ﷺ میں گذارا۔ آپ رضی اللہ عنہما اپنے نانا جان، والدِ ذی وقار اور والدہ محترمہ کی صفات حمیدہ اور خصائل جمیلہ سے خوب حصہ فیض یاب ہوئے۔ اور زبان کی فصاحت، دل کی قوت، حلم و بردباری، سیرت و کردار، عفو و درگزر اور جود و سخا جیسی عظیم خوبیوں اور اعلیٰ ترین اوصاف کے حامل ہوتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے روحانی وارث ثابت ہوئے۔

نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ میری ہیبت و سرداری کا وارث ہے اور حسین رضی اللہ عنہ میری جرأت و سخاوت کا''۔

خلافت: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد رمضان المبارک 40 ہجری میں مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ آپ کی مدت خلافت چھ مہینے سے لے کر سات مہینہ تک ہے حالات کی نزاکت اور مسلمانوں کی فلاح کی خاطر آپ رضی اللہ عنہ ربیع الاول 41 ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے اور مدینہ منورہ کو اپنا مستقل مسکن بنا لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ پیشین گوئی فرمائی تھی کہ'' میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرادے۔''

سیرت اقدس: راکب دوشِ مصطفےٰ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی مبارک سیرت کے اس قدر درخشاں پہلو ہیں کہ جن کو ضبط تحریر میں لانا ممکن نہیں لہٰذا آپ کی سیرت مبارکہ کے بحر بیکراں سے چند موتی زینت قرطاس ہیں۔

حالت نماز: حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ جب وضو فرماتے تو چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا: ایک بڑے جبار بادشاہ کے حضور کھڑے ہونے کا وقت آ گیا ہے پھر وضو کر کے مسجد میں تشریف لے جاتے اور انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا فرماتے۔

جذبہ خدمت خلق: حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرنے کو نفل عبادت پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ مسجد میں اعتکاف فرما رہے تھے کہ ایک حاجت مند حاضر ہوا اور اس نے آپ سے اپنی حاجت بیان کی۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بے چین ہو کر اعتکاف کے دائرے سے باہر تشریف لے آئے اور اس کی ضرورت پورا کرنے کے بعد فرمایا: ''کسی مسلمان بھائی کی حاجت کو پورا کرنا میرے نزدیک ایک مہینہ کے اعتکاف سے بہتر ہے۔''

آج اگر مسلمان آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت مبارکہ کے اس حسین پہلو خدمت خلق کو اپنالیں تو تنگ دستی کی وجہ سے ہونے والی خودکشیاں رک جائیں اور لوگ فقر کی وجہ سے کفر کی ظلمتوں سے بچ جائیں۔

فیاضی وسیر چشمی: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی فیاضی وسیر چشمی کا یہ عالم تھا کہ دوست ودشمن دونوں آپ کی فیاضی سے یکساں فیض یاب اور مستفید ہوتے۔ آپ کی فیاضی کے بہت سے واقعات کتب تواریخ میں درج ہیں اور اُمت کے لئے مشعل راہ ہیں۔

شہادت امام حسن رضی اللہ عنہ: سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا جو آپ کی شہادت کا باعث بنا۔ خلافت سے دستبرداری کے نو سال بعد 5 ربیع الاول 50 ہجری کو آپ رضی اللہ عنہ مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے دوشِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاہ سوار جنت البقیع شریف میں آسودہ خاک ہو گئے۔ آپ کی شہادت پر پورے مدینہ میں گویا سناٹا چھا گیا۔ ہر آنکھ اشکبار تھی لوگوں پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں فریاد کرتے اور پکار پکار کر کہتے تھے کہ ''لوگو! آج خوب رولو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب دنیا سے اُٹھ گیا۔''

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

جنازہ کا اجتماع: سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں اس قدر لوگوں کا جم غفیر تھا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ اگر سوئی بھی پھینکی جاتی تو لوگوں کے رش کی وجہ سے زمین پر نہ گر سکتی تھی۔

تھی گرمی بازارِ محبت تیرے دم سے
دنیا نے تجھے کھو کے بہت ہاتھ ملے ہیں

محافل میلاد کا اہم تقاضا

مفکرِ اسلام سید محمد سعید الحسن شاہ

ہمارے ہاں یہ رواج زور پکڑ رہا ہے کہ محفل نعت میں صرف ثناء خواں حضرات کو مدعو کیا جاتا ہے جو آقا نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی کر کے سامعین کو محظوظ کرتے ہیں۔ سرور عالم کی مدح سرائی بھی ایک عبادت ہے لیکن قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ مسلمانوں کا جم غفیر سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے پیغام سے محروم رہ جاتا ہے۔ محافلِ میلاد کا اہم تقاضا یہ بھی ہوتا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو عام کیا جائے کیونکہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے روشناس کروانا علمائے ذی وقار ہی کا فریضہ ہے اس لئے ہر محفلِ نعت میں کسی نہ کسی صحیح العقیدہ عالمِ باعمل کو ضرور دعوتِ خطاب دیں اور ان کے لیے ایسے وقت کا تعین کریں جب محفل پورے عروج پر ہو کیونکہ حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''جو کوئی علمِ دین حاصل کرنے کے لئے کسی راستے پر چلتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے جنت کے راستے پر چلاتا ہے اور فرشتے طالبِ علم کی رضا کیلئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ زمین وآسمان کی ہر شے حتیٰ کہ مچھلیاں پانی کے اندر (اور چونٹیاں اپنی بلوں میں'' یہ الفاظ ابی امامہ کی روایت میں ہیں۔'' (ترمذی) عالمِ دین کے حق میں دعائے استغفار کرتی ہیں بے شک عالمِ دین کو عابد پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح چودھویں رات کے چاند کو باقی تمام ستاروں پر، اور بے شک علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں تحقیق انبیاء علیہم السلام نے اپنی وراثت میں درہم ودینا رنہیں چھوڑے بے شک انہوں نے اپنی وراثت میں علم کو چھوڑا ہے اور جس نے اسے حاصل کیا اس نے (انبیاء کرام علیہم السلام کی وراثت سے) کامل حصہ لے لیا''۔ (رواہ احمد، ابوداود، ابن ماجہ، دارمی، ترمذی رقم الحدیث: 2606) (باقی صفحہ 6 پر)

صدقات وقرض حسنہ کے ثمرات

تحریر: حافظ عطاء الحق — تلخیص: محمد عمیر رضا

اسلام اور سرمایہ دارانہ نظام میں فرق یہ ہے کہ اسلام کے نظام مالیات میں ہر چیز کا محرک انسانیت کی فلاح و بہبود ہے۔ اسلام کا نظام زکوٰۃ وصدقات اس کی روشن مثال ہے جب کہ سرمایہ دارانہ نظام میں ہر چیز کا محرک نفع اور ارتکاز دولت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے صدقات پر بہت زور دیا ہے اور قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں صدقات اور قرض حسنہ کی بہت زیادہ فضیلت وتاکید فرمائی گئی ہے۔

اُرشاد باری تعالیٰ ہے:

"اللہ سود کو مٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ (البقرہ:276)

مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں ایسی ہے جیسے ایک دانہ جو اگاتا ہے سات بالیں اور ہر بالی میں سو دانہ ہو اللہ تعالیٰ (اس سے بھی) بڑھا دیتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے اور اللہ وسیع بخشش والا جاننے والا ہے۔ (البقرہ:261)

حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ نے صدقات وقرض حسنہ کے مفید ثمرات بیان فرمائے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو تم میں سے ایک کھجور کی مقدار حلال کمائی سے صدقہ کرتا ہے" اور اللہ تعالیٰ صرف حلال چیز کو ہی قبول کرتا ہے۔ تو بے شک اللہ تعالیٰ اس (صدقہ) کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرماتا ہے۔ پھر اس کو اسی طرح بڑھاتا رہتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے بچھیرے کی پرورش کرتا ہے حتیٰ کہ وہ پہاڑ جتنا بڑا ہو جاتا ہے۔

(بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی۔ (بخاری)

حضرت ابوامامہ بن صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا!

''اے اولاد آدم اگر تم ضرورت سے زائد مال خرچ کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم اس کو اپنے پاس روکے رکھو تو یہ تمہارے لئے برا ہے اور حسب ضرورت مال اپنے پاس رکھنے سے تمہیں ملامت نہیں کی جائے گی اور آغاز اپنے اہل وعیال سے کرو اور خرچ کرنے والا ہاتھ مانگنے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔(مسلم)

ایک روایت میں ابن خزیمہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ صدقہ، صدقہ کرنے والوں کی قبروں کی گرمی کو ٹھنڈا کرتا ہے اور قیامت کے دن مومن اپنے صدقہ کے سائے میں سایہ حاصل کرے گا۔(رواہ الطبرانی فی الکبیر والبیہقی)

میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ''ہمیں صدقہ کے بارے میں بتایئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ آگ کو اس شخص سے روک دیتا ہے جو اس کو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے (صدقہ) دیتا ہے۔(رواہ الطبرانی)

قرضہ حسنہ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضا عفہ لہ ولہ اجر کریم.

ترجمہ: کون ہے جو (اپنا مال) اللہ تعالیٰ کو (بطور) قرض حسنہ دے اور اللہ تعالیٰ کئی گنا بڑھا دے اس (مال) کو اس کے لئے (اس کے علاوہ) اسے شاندار اجر بھی ملے گا۔(سورۃ الحدید:۱۱)

قاضی ثناء اللہ اپنی تفسیر (مظہری) میں لکھتے ہیں کہ یہاں مضاف محذوف ہے اصل میں تھا **یقرض عباد اللہ**۔ یعنی اللہ کے بندوں کو قرض دیتا ہے۔ وہ لوگ جو اپنے مال کو بڑھانے کی لئے سود پر رقم دیتے ہیں۔ خود بھی حرام کا مرتکبِ ہوتے ہیں اور دوسروں کو رغبت دلاتے ہیں۔ اس کے علاوہ محتاجوں اور ضعیفوں پر ظلم کرتے ہیں ان کیلئے دعوت فکر ہے۔ قرآن کریم نے کتنا زریں اصول بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس کے مخلص بندے بن کر اس کے محتاج بندوں کو قرضہ حسنہ دو جو نہ تو ایذا کا متبوع ہو اور نہ ہی اس قرضہ کے بعد احسان جتلانے لگو۔ تو پھر کیا ہوگا کہ اللہ تمہارے مال کو دوگنا کردے گا اور دوگنا بھی حد نہیں ہے یہ تو اس مالک کی مرضی ہے جتنا چاہے اضافہ فرما

دے۔ذرا غور فرمائیے! اصل زر پر ۱۰۰ فیصد اضافہ بلکہ ۷۰۰ فیصد تک بھی ہو سکتا ہے دنیا کا شاید ہی کوئی بنک اتنا منافع دیتا ہو۔لیکن وہ ذات کریم جو اپنے بندوں سے محبت بھی کرتی ہے اور ساتھ یہ بھی چاہتی ہے کہ میرے بندے آپس میں بھی محبت کریں وہ ارشاد فرما رہی ہے کہ صرف یہ منافع نہیں بلکہ "ولہ اجر کریم"۔وہ ذات جو خود کریم ہے اجر کتنا عظیم ہوگا یہ صرف اسی کی شان کے لائق ہے۔

اب اس کریم آقا علیہ السلام کے ارشادات عالیہ سنیئے جس نے اس دنیا میں آ کر ظلم کی تاریکیوں کو نور کی تابناکیوں سے بدل دیا۔جو ذات معبوث ہی فقیروں اور محتاجوں کی داررسی کے لئے کی گئی تھی میرے آقا کریم ارشاد فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے شب معراج جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا دیکھا "کہ صدقہ کا ثواب دس گناہ ہے اور قرض کا ثواب اٹھارہ گنا ہے۔" (رواہ ابن ماجہ والبیہقی)

اس کی وجہ علماء کرام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ صدقہ تو کبھی ایسے شخص کو ملتا ہے جس کو ضرورت وقتی طور پر نہیں ہوتی جب کہ قرضہ ہمیشہ اس شخص کو دیا جاتا ہے جس کو شدید ضرورت ہوتی ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص کسی تنگ دست کی تنگدستی دور کرے گا اللہ دنیا و آخرت میں اس کے لئے آسانی فرمائے گا۔(رواہ ابن ماجہ وابن حبان فی صحیحہ)

یعنی دنیا میں اس کے رزق کو کشادہ فرمادے گا اور قیامت کے دن اس سے سختیاں دور فرمائے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کل قرض صدقة" (رواہ الطبرانی باسناد حسن)

ترجمہ: "ہر قرض صدقہ ہے"۔

احادیث طیبہ سے واضح ہو گیا کہ جو مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا جائے یا کسی انسان کی حاجت پوری کرنے کے لئے بطور قرض دیا جائے اللہ تعالیٰ اس مال میں برکت عطا فرماتا ہے۔نہ صرف دنیا میں برکت ہوتی ہے بلکہ قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ ثواب عظیم عطا فرمائے گا۔اس کے ساتھ ساتھ معاشرے میں امن و محبت اور خوشحالی میں اضافہ ہوگا۔

بیعت کی حیثیت اورافادیت

تحریر: عبداللطیف خان نقشبندی .... خلاصہ: محمد قمر نظامی

حیثیت بیعت:

تمام صوفیائے کرام نے بیعت کو سنت قرار دیا ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے سنت رسول ﷺ میں شامل کیا ہے۔ کچھ مشائخ کے مطابق بیعت اسلام سنت ہے جب کہ بیعت ہجرت فرض بیعت جہاد واجب اور بیعت طلب الاسرار اور بیعت توبہ مستحب ہے۔

سر دلبراں میں ہے کہ خلافت راشدہ میں سلطنت کی وسعت کے باعث بیعت کا سلسلہ ترک کر دیا گیا تھا اور بنو اُمیہ اور عباسیہ میں بھی حکمرانوں کی لاپرواہی سے بیعت کا سلسلہ متروک رہا۔ مگر صوفیائے کرام میں بیعت اور خرقہ پوشی کا سلسلہ جاری رہا۔ جب ملوک اور سلاطین سے بیعت متروک ہوگئی تو صوفیاء نے اس مردہ سنت کو زندہ کیا۔ احادیث سے یہ بات ملتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مقاصد کے لئے بیعت لی۔

بیعت کا مقصد اورافادیت:

بیعت ایک عہد نامہ ہے۔ اپنے جان و مال کو جو خدا کی ملکیت ہے اور جس میں مرید کو کوئی حق نہیں خود کو خدا کے ہاتھ فروخت کر دینا ہی اصل بیعت ہے۔ جو لوگ نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے اپنی ساری زندگی سرکشی میں گزار دیتے ہیں ان کو کبھی اپنے رویے پر ندامت ہوتو توبہ کر لیتے ہیں اور اپنی اصلاح کے لئے کسی ولی اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے ہیں ورنہ عمر بھر نافرمانی میں گزار دیتے ہیں۔ اس طرح ندامت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لینے کو ہی بیعت کہا جاتا ہے۔

سورہ توبہ کی آیت ۱۱۱ میں اس بات کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے جان و مال کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے۔ یہ خرید و فروخت کسی برگزیدہ شخص کی وساطت سے ہوتی ہے جو

مری فردوس ہے کوئے محمد

مرے دل میں بسے رُوئے محمد ﷺ | چلوں میں دَم بدم سُوئے محمد ﷺ
نہیں فردوس کی مجھ کو ضرورت | مری فردوس ہے کوئے محمد ﷺ
مُلوکِ دہر کی سب نعمتوں سے | ہے بڑھ کر قیمت مُوئے محمد ﷺ
بہت ہی خوب ہے جنت کی خوشبو | مگر بہتر ہے خوشبوئے محمد ﷺ
یہ چشم و قلب و رُوح و نفسِ نقوی | ہیں زیرِ قید گیسوئے محمد ﷺ

سید محمد امین علی نقوی

اس مہتم بالشان معاملے میں وسیلہ بننے کا مجاز ہو۔اس وسیلے کا ذکر سورہ المائدہ کی آیت نمبر ۳۵ میں وَابۡتَغُوۡۤا اِلَيۡهِ الۡوَسِيۡلَةَ (اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو) کے الفاظ میں موجود ہے۔ بیعت اگرچہ کسی ولی کے ہاتھ پر کی جاتی ہے لیکن یہ سلسلہ بہ سلسلہ نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں تک پہنچتی ہے اور خدا پر منتہی ہوتی ہے۔ اگر مرید اپنے عہد پر قائم رہے تو فائدہ حاصل کرتا ہے ورنہ توڑ دینے سے خسارہ مول لے لیتا ہے۔ کسی ولی اللہ سے بیعت کا مقصد اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی اور ماسویٰ سے رغبت ہٹانا ہے۔ جس کے باعث مرید پر نورِ حق نازل ہونا شروع ہو جاتا ہے اور وہ طریقت کی تمام اصطلاحات، رموز واسرار، اشغال روحانیت اور اندرونی نجاستوں سے پاک ہونا سیکھتا ہے۔ مرید کو عشق رسول ﷺ حاصل ہونے کے ساتھ مشاہدہ شروع ہونے لگتا ہے، گویا مرید ایک چیز دیگر بن جاتا ہے۔

بیعت میں طریقت کے اعتبار سے مرید کی تربیت کی جاتی ہے۔ ادب کھانا، اپنی ذات کی صفائی کرنا، رذائل کو دور کرنا، نفس اور روح کی تطہیر کرنا، سر خداوندی کا متحمل ہونا، اخلاق کا مہذب ہونا، وصل الٰہی کا حاصل کرنا بیعت کے مقاصد میں شامل ہے۔ مرید بالآخر تلاش حق اور مقامات فتح حاصل کرنے کے بعد پیر کے نور کا وارث بنتا ہے۔

مرید کی کامیابی

محمد اشفاق حسن

مرید کا لفظ صوفیاء کی اصطلاح میں اس شخص کے لئے بولا جاتا ہے جس کا اپنا کوئی ارادہ نہ ہو۔ جب تک کوئی شخص اپنے ارادہ سے باز نہیں آتا یعنی اپنی مرضی اور ارادے کو مرشد کی مرضی میں ڈھال نہیں لیتا۔ تب تک اسے مرید نہیں کہا جاسکتا۔

لفظ مرید چونکہ ارادہ سے بنا ہے تو یہ اس شخص کے لئے ہی بولا جائے گا جس میں ارادت کی صفت موجود ہوگی، بالکل ایسے جیسے عالم اسے کہا جائے گا جس کے پاس علم ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کسی کی بہتری کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے عمل کی توفیق دے دیتا ہے۔''

آپ سے عرض کی گئی یارسول اللہ اس عمل سے کیا مراد ہے؟ تو ارشاد فرمایا:

''مقصد یہ ہے کہ اسے موت سے قبل نیک اور ستھرے عمل کرنے کی توفیق دے دیتا ہے۔''

(رسالہ قشیریہ)

عمل کرنے کے لئے ارادے کی ضرورت ہوتی ہے اور ارادہ راہِ خدا پر چل نکلنے والوں کی ابتدا کو کہتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی راہ پر چلنے والوں کا پہلا قدم ہوتا ہے یعنی پہلا مرتبہ ہوتا ہے اور یہ اوّلین منزل بھی ہے۔

اس صفت کو ارادہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ کوئی بھی کام شروع کرنے کے لئے ابتداء میں ارادہ کیا جاتا ہے جسے ''مقدمہ'' کہتے ہیں جب تک انسان کسی چیز یا کام کا ارادہ نہ کرے وہ کام سرانجام نہیں دے سکتا۔ اور جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ارادہ ہی راہِ خدا میں چل نکلنے والوں کے لئے ابتدائی چیز ہے تو صوفیاء نے اس ابتدائی صفت کو ''ارادت'' کا نام دے دیا۔

جیسا کہ کسی بزرگ کا مرید ہو جانا یعنی ان کے ''حلقۂ ارادت'' میں شامل ہو جانا اور اپنی

مرضی اور اپنے ارادے کو "شیخ محترم" کی مرضی میں شامل کر دینا۔

کچھ مسلمان بیعت کرنے سے گریز کرتے ہیں اور کچھ لوگ رسمی طور پر بیعت تو کر لیتے ہیں لیکن اس کے لوازمات کی طرف قطعاً توجہ نہیں دیتے۔

چنانچہ ان کی روحانیت میں بیعت کرنے کا خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوتا۔

اور جو لوگ ذوق وشوق سے بیعت کرتے ہیں اور روحانیت کے قوانین پر کماحقہ عمل پیرا ہوتے ہیں تو ایسے لوگوں میں مندرجہ ذیل علامات پائی جاتی ہیں۔

بیعت کے بعد روحانی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ دل کو اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہے۔ تزکیۂ اخلاق، تزکیۂ نفس اور تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ صوم وصلوٰۃ کی پابندی رجوع الی اللہ، مجاہدے کے لئے طلب، نماز وعبادات میں خشوع وخضوع خوف خدا اور محبت مصطفےٰ ﷺ اس کی زندگی کا وطیرہ بن جاتا ہے۔

بیعت کرنے کے بعد مرید کی کامیابی ان باتوں میں ہے کہ:

(1)......پیرومرشد کے ہر حکم کو دل وجان سے تسلیم کرے، شکوک اور بحث ومباحثہ میں نہ الجھے۔

(2)......اتباع شریعت کا جس طرح حکم دیا جائے ویسے عمل کرے۔

(3)......اگر مرید پابندی صوم صلوٰۃ نہیں کرے گا تو راہ طریقت پر نہیں چل سکتا۔

(4)......خود کو کبھی بھی اپنے شیخ محترم سے افضل تصور نہ کرے۔

(5)......بیعت کا مقصد وصال الٰہی ہونا چاہئے۔ دنیاوی کام اگرچہ مرشد کی نگاہ فیض کے صدقے ہو جاتے ہیں مگر کسی کام کے ہونے یا نہ ہونے پر اپنے مرشد کے ساتھ تعلقات کی بنیاد نہ رکھے۔

(6)......دل وجان سے شیخ محترم کی محبت کو اپنائے اور اس کی خدمت کو سعادت دارین سمجھے۔

(7)......راہ سلوک میں محنت ومشقت سے کام لے تاکہ پیر صاحب کی نگاہ فیض کا حامل ہو سکے۔

(8)......دین متین کے معاملات اور تصانیف کا مطالعہ کرتا رہے۔

(9)......اگر تبلیغی کاموں میں مرشد کا دست وبازو بنے تو مرید کے بڑے سے بڑے مرحلے آسانی سے طے ہو جائیں گے۔

(10)......مرید جتنا زیادہ مرشد کی محبت میں کامل ہوگا فائدہ بھی اسی قدر زیادہ ہوگا۔

(11)......حضرت کنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مرید کے لئے لازم ہے کہ نیند کا غلبہ ہو تو سوئے فاقہ تک پہنچ کر کھائے اور ضرورت کے بغیر کلام نہ کرے۔

(12)......حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ مرید کی بھلائی ہو اسے صوفی لوگوں (یعنی صوفیا کرام) کے سپرد کر دیتا ہے۔

(13)......حضرت واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید کا پہلا مقام یہ ہے کہ اپنا ارادہ ترک کر کے اللہ کا ارادہ کرے۔

(14)......حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید کے لئے سب سے نقصان دہ چیز مخالفین تصوف سے میل جول ہے۔

(15)......حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے "مرید" اور "مراد" کا فرق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

"مرید" کو اس کے علم کی سوجھ بوجھ آگے بڑھاتی ہے جب کہ "مراد" اللہ کی حفاظت میں آگے بڑھتا ہے کیونکہ "مرید" کا کام پیدل چلنا ہوتا ہے اور "مراد" گویا اڑ رہا ہوتا ہے۔

حضرت امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت استاد ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، فرماتے ہیں:

"مرید وہ ہوتا ہے جو مشقتیں جھیلتا ہے اور "مراد" وہ ہوتا ہے جس سے (مشقتیں) اٹھالی گئی ہوں۔"

پھر آپ نے یہ بھی فرمایا:

"حضرت موسیٰ علیہ السلام تو "مرید" تھے اسی لئے عرض کی:

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ...... الخ۔ (سورۃ طٰہٰ آیت 25)

ترجمہ: اے میرے رب میرا سینہ کشادہ فرما دے۔

لیکن ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم "مراد" ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ۔ (سورۃ الانشراح آیت 1)

ترجمہ: کیا ہم نے آپ کے لئے آپ کا سینہ کشادہ نہ فرما دیا۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تو نے خرید کر ہمیں انمول کر دیا

☆☆☆☆☆

اخبارِ نور الہدیٰ

نور الہدیٰ ایک قدم اور.....

محمد راشد عطاری

سیدی حضور مفکر اسلام سید محمد سعید الحسن شاہ صاحب کے فیض کرم اور سرپرستی میں ''نور الہدیٰ فاؤنڈیشن'' تبلیغی، اصلاحی، تدریسی، فلاحی اور دینی خدمات سرانجام دے رہی ہے۔

دور حاضر کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ادارہ نے اپنی دوسری ''ویب سائٹ'' بھی لانچ کر دی ہے۔ تاکہ دنیا بھر کے عاشقین رسول اللہ ﷺ اور راہ حق کے متلاشی اس سے بھرپور فائدہ اٹھا کر اپنے علمی ذوق کو تسکین مہیا کر سکیں۔

ادارہ کی ویب سائٹ کے ذریعے آپ اسلامی کتابیں اور بیانات مفت اپنی کمپیوٹر اور موبائل میں ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔ گھر بیٹھے قبلہ شاہ صاحب اور دیگر علماء کی کتابوں اور بیانات، دینی علوم کی معلومات وغیرہ سے استفادہ کرنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

www.noorulhudafoundtaion.com

www.nuhf.org

ادارہ، مجلہ اور ویب سائٹ کی بہتری کے لئے تجاویز دینے کے لئے ہمیں ای میل کریں۔

admin@noorulhudafoundation.com

میرا نور بصیرت عام کر دے

اعلان

مجلہ نور الہدیٰ جنوری 2016ء

اشاعت خاص

''نور الہدیٰ فاؤنڈیشن'' نمبر ہوگا

اپنی کاپی آج ہی بک کروائیں

الصلوٰۃ والسلام علیک یاسیدی یارسول اللہ

سکول وکالج کی کتابیں تھوک وپرچون ہمارے ہاں دستیاب ہیں

الحسن بک سنٹر

پروپرائیٹرز
محمد سمیع اللہ 0300-6699127 | محمد امجد 0300-7265262 | محمد سعید 0301-7059715

بیسمنٹ رسول پلازہ چوک کوتوالی امین پور بازار فیصل آباد 041-2616290

پولٹری فیڈ بنانے والا منفرد ادارہ

نشاط فیڈز

مینیجنگ ڈائریکٹر ملک محمد اسلم Ph:0418505804

بلمقابل کریسنٹ شوگر ملز ریلوے پھاٹک جھمرہ روڈ نشاط آباد فیصل آباد

شافی آپٹیکل

پروپرائیٹر
خالد فاروق
0300-7902615

ہر قسم کے نظر و دھوپ کے چشمے دستیاب ہیں رنگین اور نظر کے لینز دستیاب ہیں

دوکان نمبر 166/167 مدینہ مارکیٹ امین پور بازار فیصل آباد

بسم اللہ ونڈا سنٹر

رفحان کھل کی | کھل بنولہ | چوکر | کرا | ممنی

پروپرائیٹر: عارف جاوید 0321-4801265

دھنولہ بائی پاس ملت روڈ فیصل آباد

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور پیارے آقا ﷺ کی نظرِ رحمت سے

آؤ مل کر منائیں

جشنِ صبحِ بہاراں

12 ربیع النور شریف

11 بجے تا نمازِ ظہر

نعت خوانی

نورالہدیٰ نعت کونسل

بمقام

جامع مسجد نورالہدیٰ گلشنِ سعید مانانوالہ فیصل آباد

خصوصی خطاب

مفکرِ اسلام مصلحِ ملت

صاحبزادہ سید محمد سعید الحسن شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

درود و سلام کے نغمے الاپتے عاشقانِ مصطفےٰ ﷺ جوق در جوق شرکت فرمائیں

محفل کے اختتام پر لنگر تقسیم کیا جائیگا

الداعی الی الخیر

شعبہ نشر و اشاعت

نورالہدیٰ فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) فیصل آباد پاکستان

ہیڈ آفس: گلشن سعید مانانوالہ شیخو پورہ روڈ فیصل آباد

041-8759266 , 0300-6691493 Necomplex@hotmail.com www.nuhf.org
0321-6694685, 0300-7256692 www.noorulhudafoundation.com